عصر حاضر کے ہندوستانی ناول میں مذہبی اساطیر کا تحقیقی جائزہ

Religious Mythology in Contemporary Indian Novels: A Research Review

Rana Hannan Mahmood, **Dr. Muhammad Irfan Ahsan

** Phd Scholor, Department of Urdu, University of Education, Lahore*
***Assistant Professor, Department of Urdu, University of Education, Lahore*

KEYWORDS

Contemporary Indian,
Cultural Identity,
Post-Partition Literature,
Religious Mythology,
Spiritual Narratives
Symbolism,
Tradition and Modernity,
Urdu Novels

ABSTRACT

This research review explores how religious mythology is used in contemporary Urdu novels written by Indian writers. It shows that modern Indian writers may not repeat old myths regarding the deferent religious activities but use them in new and creative ways to explain present issues. Traditional sources such as Islamic stories, Sufi ideas, and local folk stories remain intact, but they are reshaped to match modern realities. Writers like Khalid Javaid, Rehman Abbas, Ahmad Sagheer, Anind Lehr and Jogindar Pal use mythology to talk about themes like identity, migration, and cultural loss, especially after the Partition of India. In their novels, myths are often symbolic rather than direct retellings. They help express deep emotions and social problems in a meaningful way and further more express their views regarding the religious mythology. This review also highlights that mythology in these novels is flexible and expressable. The writers explained about the traditional, cultural and religious mythology in twenty First century and the belives of the people how strong on that stories. Authors mix different traditions and create new meanings. They often question old beliefs and give voice to ignored or marginalized perspective. In conclusion, religious mythology in contemporary Urdu novels is not just about the past. It is a powerful tool to understand modern life, human struggles, and cultural change.

تعارف

زبان کے اعتبار سے اسطورہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ "س ط ر" ہے جمع کے لیے اساطیر مستعمل ہے اساطیر کے لیے دو اہم اصطلاحات "دیومالا" اور "علم الاصنام" مستعمل ہیں جو اردو اور ہندی پر اثر رکھتی ہیں انگریزی میں لفظ (Myth) استعمال ہوتا ہے اساطیر کے لیے (Mythology) کی اصطلاح مستعمل ہے اساطیر کی جتنی بھی تعریفیں سامنے آئی ہیں ان میں اختلاف پایا جاتا ہے مختلف زبانوں کے اندر اساطیر کی تعریف کی متضاد حیثیت

*Corresponding Author: *Dr. Muhammad Irfan Ahsan Pasha*
Email Address: irfan.ahsan@ue.edu.pk

نظر آتی ہے یہی وجہ ہے کہ اساطیر کے فہم میں بہت پیچیدگی پیدا ہو گئی ہے اساطیر کے ماہرین نے مختلف علم و فن کے ذریعے اساطیر کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

علم اردو لغت میں وارث سرہندی کے اساطیر کے معنی یہ لکھتے ہیں:

"اساطیر اسطورہ کی جمع قصے، کہانیاں، کہاوتیں" (سرہندی، ۲۰۱۵)

اردو لغت (تاریخی اصول پر) میں درج ہے:

"اسطور / اسطورہ: افسانہ، کہانی، دیو کتھا، متھ۔ "(اردو لغت بورڈ، ۱۹۷۹)

جامع اللغات:

"اساطیر جمع اسطارات، قصے، کہانیاں۔" (عبدالمجید، ۱۹۸۹)

فرہنگِ عامرہ:

"اساطیر، اسطورہ و اسطور کی جمع، افسانہ، کہانی۔ "(خویشگی، ۱۹۸۹)

قومی انگریزی اردو لغت میں:

"اسطور: اسطورہ، دیومالا، داستان، Myth، دیوتاؤں کی کہانی، ایسی روایت یا کہانی جس میں دیوتاؤں یا دیگر روحانی ہستیوں، ان کی اپنی اصل، ابتدائی تاریخ اور ان سے منسوب شہ زوروں یا دنیا کی اصل کے بارے میں عقائد شامل ہیں۔ عام معنوں میں-----خیالی قصہ، افسانہ۔ "(جالبی، ۱۹۹۲)

"اردو انسائیکلوپیڈیا از فیروز سنز" میں اساطیر کے حوالے سے لکھا ہے:

"علم اساطیر صنمیات، دیومالا کسی قدیم تہذیب کے دیوی دیوتاؤں اور فوق البشر سورماؤں کی داستانوں کا مطالعہ جنھیں خرافات سے تعبیر کیا جاتا ہے"۔ (فیروز سنز، ۱۹۸۴)

اردو جامع انسائیکلوپیڈیا میں درج ہے:

"اسطورہ (جمع اساطیر) عام معنوں میں فوق الفطرت واقعات اور دیوی اور دیوتاؤں کی کہانیاں ہیں "(شیخ غلام علی سنز، ۱۹۸۹)

ادب اور اساطیر کا رشتہ بہت پرانا ہے دور حاضر کے ادیبوں نے اردو ناول میں اساطیر کا استعمال جس جان فشانی اور تدبر سے کیا ہے اس سے اس کی اہمیت اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے دور حاضر میں اسطورہ کو ایک باقاعدہ فلسفے کی شکل دی گئی ہے جس پر کئی ایک محققین تحقیق کر رہے ہیں اساطیر کا تعلق اس دور سے ہے جب لوک داستان کا دور تھا اور کئی صدیوں تک کہانیاں سینہ بہ سینہ چلتی چلی آ رہی تھیں اساطیر محض ایک راستہ نہیں بلکہ تحقیقی وسیلہ ہے جس سے ہمیں صدیوں پرانی تہذیب کا پتہ چلتا ہے صدیوں پرانی تہذیبیں جو دم توڑ چکی ہیں ان کی روایات بود و باش، رہن سہن اور کلچر کا پتہ چلتا ہے انسانی تجسس کے کئی ایک سوالوں کے جواب اساطیر اور اساطیری معنویت کے اندر موجود ہیں۔ اسطورہ انسانوں کے اجتماعی لاشعور کا عکاس ہے ۔

مذہبی اساطیر کی اگر بات کی جائے تو دنیا کا کوئی مذہب بھی ایسا نہیں ہے جو فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق نہ ہو جس طرح مذہب کا تعلق عقائد سے ہے بالکل اسی طرح اسطورہ کا تعلق بھی عقیدے سے ہے مذہب کئی ایک مقامات پر سائنس ٹیکنالوجی کی نفی کر دیتا ہے بالکل اسی طرح اسطورہ کا تعلق سائنس سے نہیں ہے بلکہ عقیدے کے ساتھ ہے دنیا کے تمام مذاہب کے اندر اساطیری علامتوں کا وجود لازم و ملزوم ہے یہ ایک چھپی ہوئی حقیقت ہے جس کو تلاش کرنا پڑتا ہے مذہبی اساطیری حوالوں کو تلاش کرنے میں بہت احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے کیونکہ اس کا تعلق عقیدت واحترام اور روایات سے ہے عمومی طور پر اساطیر کے دائرہ کار میں پریوں، دیوی، دیوتاؤں اور جانوروں کی کہانیوں کا بیان شامل ہے لیکن مذہب میں جو روحانی فکری، جذباتی اور عقائد کے متعلق بیانات تحریری شکل میں ملتے ہیں انہی کہانیوں اور تماثیل کو مذہبی اسطورہ کا نام دیا جاتا ہے۔

مذہبی اساطیر کے حوالے میں اردو ناول میں جابجا مذہبی اور مقدس مقامات کا ذکر ملتا ہے جن کی تقدیس اور تمثیل کی بدولت انہوں نے اساطیری حیثیت اختیار کر لی ہے مسجد، مندر، گرجا، آتش کدہ، گوردوارہ ایسے مقامات ہیں جن کو ہر مذہب میں اولیت حاصل ہے اور ہر مذہب کے پجاری کی عقیدت کا اندازہ لگانا ممکن نہیں ، اسی طرح ان مقامات اور تمثیلوں سے منسوب کہانیاں اساطیری حیثیت اختیار کر چکی ہیں ہندوستانی اردو ناول میں اہرام مصر، تابوت، تخت سلیمانی، دیوار گریہ، آتش نمرود، اعصائے موسیٰ، لات و منات کی کہانیاں اپنے اندر مکمل اساطیری رنگ رکھتی ہیں ان تمام واقعات اور مقامات کی موجودگی انسان کے اندر جس روحانی کیفیت پیدا کر دیتی ہے بالکل اسی طرح ان کا بیانیہ اساطیری بیانیہ کو پروان چڑھاتا ہے یہ وہ کہانیاں اور سوالات ہیں جن کا جواب اساطیر کے ہاں موجود ہے کہ انسان کا کائنات میں مقام اور منصب کیا ہے اور وہ مذہب اور تہذیب کے کس سنگم پر کھڑا ہے

جب ہم عصر حاضر کے ہندوستانی اردو ناولوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو اسطورہ کے حوالے سے جن ناولوں کا نام سرفہرست دیکھا جاسکتا ہے ان میں "دروازہا بھی بند ہے "، "خدائے کے سائے میں آنکھ مچولی"، "ایوانوں کے خوابیدہ چراغ"، "زوال آدم خاکی"، "نادیدہ بہاروں کے نشان"، "مہاماری "، "مورتی"، "بادل"، "عزرائیل"، "موت کی کتاب" وغیرہ قابل ذکر ہیں البتہ کئی ایک دیگر ناولوں میں بھی مذہبی اساطیری حوالے موجود ہیں۔

خدا کا اسطورہ اچھی اور بری تقدیر کا مالک ہونا، جبر واختیار ایسے سوالات ہیں جو انسان کی بے بسی کو اجاگر کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اس کے برعکس خدا کا اساطیری حوالہ اخلاقی اقدار کی گہری علامت بننے کے ساتھ ساتھ نیکی اور بدی، حق و باطل، جزا و سزا کے نظام کی تمثیل اور تصور کو اجاگر کرتا ہے کیوں کہ جب سے کائنات کا ظہور ہوا ہے خدا اور شیطان کا تصور موجود ہے خیر اور شر کی ایک نہ ختم ہونے والی ایک ایسی کہانی ہے جو ازل سے ابد تک قائم رہے گی۔ انسان کا تعلق کسی مذہب سے ہو خیر اور شر کا تصور ہر مذہب میں موجود ہے مختصراً خدا کا تصور ہر مذہب کے اندر کسی نہ کسی شکل کے اندر موجود ہے ہندو مذہب میں بھگوان، ایشور اسی طرح دیگر مذاہب کے اندر مختلف ناموں سے پکارا جائے جانے والا تصور در حقیقت خدا کی ذات کا اسطورہ ہے جس کا مختلف مذاہب کے اندر مختلف ناموں میں ذکر ملتا ہے۔

جدید ہندوستانی اردو ناول میں تخلیق کائنات کے تصور سے لے کر کائنات کے مٹ جانے تک کا تصور موجود ہے مذہبی تعلیمات کا اگر مطالعہ کیا جائے تو مختلف مذاہب سے متعلقہ عقائد میں تقدیر، موت، زندگی، جنت دوزخ، آواگون، تعویز، گنڈے، جھاڑ پھونک، عبادات، طوفان نوح، چمتکار، معجزہ،

در گاہ، کوہ قاف، روز حشر، خانہ کعبہ، مندر، مسجد، کلیسا، شمشان گاٹ، مدرسہ، آشرم، چرچ، صلیب اور گنگا وجمنا قابل ذکر ہیں جو نہ صرف مذہبی قصوں کا حصہ ہیں بل کہ ہندوستانی اردو ناول نے مذہبی اساطیر کا مضبوط حوالہ بھی ہیں۔

رحمان عباس کے ناول "خدا کے سائے میں آنکھ مچولی" میں خدا کی ذات کے حوالے سے اچھی خاصی بحث کی گئی ہے خدا کا انسان سے تعلق کیا ہے، انسان کے وجود کی ضرورت کیا تھی، انسانی روح سے متعلق تصورات کے حوالے بھی سامنے آتے ہیں۔ اس حوالے سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو :

"عبد السلام شاید خدا کو صداقت سمجھتا ہے جسے اجتماعی انکھ اور عبادتوں کے سلسلوں سے دریافت نہیں کیا جا سکتا۔ "(عباس، ۲۰۱۳)

مذہبی اساطیر میں عقیدے کے تصورات کو سب سے اعلٰی مقام حاصل ہے، طاقت ازل سے ہی غالب قوت کے طور پر نظر آتی ہے، طاقت کا نشہ اور اقتدار کا تصور انسان کو لازوال قوت بننے پر مجبور کرتا دکھائی دیتا ہے خدا کا تصور کئی ایک مقام پر ایک ایسی طاقت کا اسطورہ ہے جس کے فیصلے کو نہ تو انکار کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ایسا سوچا جا سکتا ہے بنیادی طور پر یہ تصور اس دور سے منسوب ہے جب انسانی معاشرہ ایک ایسے دور سے گزر رہا تھا جب انسان کا زندگی کا انحصار صرف اور صرف شکار پر تھا اور قبیلے کے اندر شکار تقسیم کرنے والے کو ایسا رتبہ حاصل تھا جو ایک رزق دینے والے کا رتبہ بنتا ہے جس کے فیصلے کو قبیلے کے ہر فرد کو من وتسلیم کرنا پڑتا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہی تصور دیوی، دیوتاؤں سے منسوب ہوتا گی، عقیدہ رکھنے والوں کو اس دیوی یا دیوتا میں رازق یعنی خدا کی صفات ظاہر ہونے لگیں اس عقیدے پر عمل پیرا ہو کر اپنی تقدیر پر خوش رہنا ہی دیوتا کی خوشنودی سمجھی جاتی تھی اس عقیدے کی ابتدا لکھی ہوئی تقدیر سے ہوتی ہے کہ انسان کے پیدا ہوتے ہی اس کی تقدیر لکھی جا چکی ہے اب اس میں تبدیلی ممکن نہیں البتہ دیوی، دیوتا کی ناراضی کے سبب انسان کو مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا اور دیوی، دیوتا کو راضی کرنے کی صورت میں معافی کا فیصلہ اس کے پاس ہوگا جسے چاہے معاف کر دے جسے چاہے غضب کا شکار کر دے احمد صغیر کے ناول "دروازہ بھی بند ہے" سے ایک مثال دیکھیے:

" انکل ہم کس کس کے گلا کرتے رہیں گے ----- خدا کا، اس فرسودہ نظام کا------ بے حس قوم کا---------- یا فرقہ پرست حکومت کا شاید اب اس ملک کی تقدیر میں یہی لکھا ہے کیوں کہ پورا ملک سو رہا ہے اور مٹھی بھر فرقہ پرست طاقتیں جاگ رہی ہیں"۔(صغیر، ۲۰۰۸)

ہندوازم میں زندگی اور موت کے تصورات کے ساتھ ساتھ دوبارہ پیدا ہونا اور کئی بار جنم لینے کے تصورات میں " آواگون " کو بنیادی اور مرکزی اہمیت ملتی ہے ہندو مذہب میں انسان کا مرنے کے بعد کسی جانور کے شکل میں دوبارہ جنم لینے یا کسی انسان کا دوبارہ کسی اور انسان کا روپ اختیار کرنا عام سی بات ہے یہ ایک ایسا اساطیری تصور ہے جو زندگی کے بعد موت اور موت کے بعد دوبارہ پیدا ہونے کے طویل سلسلے کو بیان کرتا ہے یہ تصور محض ہندوازم کے اندر موجود نہیں بل کہ بدھ ازم اور جین مت جیسے مذاہب میں بھی موجود ہے یہ تصور کئی ایک مقامات پر مذہبی عقیدے کے برعکس علامتی اور استعاراتی طور پر بھی سامنے آتا ہے یہ ایسا اساطیری حوالہ ہے جو اردو ناول میں ہندوستانی تہذیبی شعور کی بدولت آج بھی موجود ہے آج کے اس جدید دور میں " آواگون " کے متعلق شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں اس تصور کی تشکیک کو مد نظر رکھتے ہوئے " آنند لہر " نے اپنے ناول " یہی سچ ہے " میں بیان کیا ہے کہ :

"شکر ہے بھگوان کا تمہیں کچھ فرق پڑا، ایک بات کہوں ؟ کہو، شیونے کہا۔ میں پچھلے جنم کے کرموں کا یہ پھل مانتی ہوں جو آپ کے گھر ائی ہوں "(لہر، ۲۰۰۸)

ناول "یہی سچ ہے" جدید دور کی منہ بولتی تصویر ہے آج کے معاشرے میں ہمیں جن کئی ایک کرداروں سے واسطہ پڑتا ہے ان کے بیان اور اسلوب کو مصنف نے اصل روح کے ساتھ اتارا ہے، ایمانداری اور بے ایمانی کی کشمکش ناول کا بنیادی موضوع ہے اس کے انسانی زندگی پر اثرات اور دوسرے جنم میں کیا ہوگا یا کیا ہونے والا ہے ناول کے مرکزی نکات ہیں جو مذہبی عقائد اور روحانیت کے فلسفے سے بھرپور ہیں۔

ہندوستانی ناول نگاروں میں ایک اہم نام "جوگندر پال کا ہے" جو بنادی طور پر ایک افسانہ نگار ہیں لیکن ناول نگاری کے فن سے خوب واقف ہیں ان کے ناولوں میں ہندو مذہب کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کے اساطیری حوالے نظر آتے ہیں ان کے ہاں سکھوں کے کردار عمومی طور پر مرکزی کردار نظر آتے ہیں ایک جنم سے دوسرے جنم کا تصور جنت دوزخ کا تصور ان کے ناولوں میں دکھائی دیتا ہے اسی طرح ایک اقتباس ملاحظہ ہو :

"تم واقعی حور بی بی اور مجھے ہر جنم میں مل جاتی ہو، ہائے رے للو! تمہاری ایسی ہی من موہنی باتوں نے مجھے پھانس لیا" (پال، ۲۰۰۴)

ہندوستانی ناول نگاروں میں "خالد جاوید" کے ہاں بھی ہمیں مذہبی اساطیری حوالے ملتے ہیں "خالد جاوید" کا ناول "موت کی کتاب" اساطیر کے حوالے سے ایک اہم پیشکش ہے جس میں ہندوازم، اسلام اور دیگر مذاہب کی روایات کو منظم انداز میں پیش کرنے کے لیے تعوی، ذگنڈے اور دیگر ہتھکنڈوں کا سہارہ لیا جاتا ہے مذہبی پیر ہر مذہب کے اندر مرجھائی قوتوں کا سہارا لیتے ہوئے لوگوں کو توہم پرستی کے جال میں پھنساتے چلے آرہے ہیں اور عوام الناس کا عقیدہ توہم کے حوالوں کی بابت اس قدر مضبوط ہے کہ وہ کسی صورت پیر، عالم، پادری، پنڈت، کو ناراض نہیں کرنا چاہتے۔ تعویذ، گنڈے کا اساطیری حوالہ "موت کی کتاب" میں کچھ یوں درج ہے:

"میرا باپ تعویز اور گنڈے لاد کر میرے گلے میں ڈالنے لگا وہ تعویز اور گنڈے اتنے بھاری تھے کہ میں جھک کر چلنے لگا میری سانس پھولنے لگی" (جاوید، ۲۰۱۲)

عصر حاضر کے ہندوستانی اردو ناول میں اسلامی عبادات اور عقائد کے اساطیری حوالے بکثرت پائے جاتے ہیں نماز کی ادائیگی اسلامی تہذیبی اساطیر کا ایک حوالہ ہے جو عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ مذہبی فریضہ، ایک تہذیبی شناخت، پاک دامنی، سماجی، اخلاقی خوش اسلوبی کا خاکہ ہے یہ ایک ایسی مشق ہے جو اجتماعی مذہبی علامت ہے جو کسی بھی ٹھکرائے ہوئے بدمزاج، بھٹکے ہوئے کے لیے قلبی سکون کے استعارے کے طور پر مستعمل ہے، اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہونا اس سے رجوع اور یکسوئی کی علامت ہے اس علامت کا بیان "شموئل احمد" کے ناول "مہاماری" میں یوں ملتا ہے:

"جسیم الدین کے گھر کوئی چھاپا نہیں پڑا خطرہ ٹل گیا تو سوٹ کیس سے برکت اللہ کے پاس پہنچے وہ اس وقت نماز پڑھ کر اٹھے تھے اور تسبیح کے دانے کھٹکھٹا رہے تھے" (احمد، ۲۰۰۳)

ہندوستانی ہم عصر اردو ناولوں میں شمشان گھاٹ اور دیگر مقامات جو کسی بھی مذہبی حوالے سے اہمیت کے حامل ہیں کا ذکر جابجا نظر آتا ہے یہ ایک فطرتی بات ہے جب انسان دنیا سے مایوس ہو جاتا ہے، کوئی سہارا نظر نہیں آتا تو اس کی تان مذہب پر ٹوٹتی ہے کسی بھی معاشرے کے اندر مذہب وہ واحد سہارا ہے جو انسان کے روحانی سکون اور قلبی سکون کا باعث ہے نماز، روزہ، حج کی ادائیگی ایک مخصوص انداز میں اس کی مشق اور شعار اسلام جیسی اساطیر کو ناول نگاروں نے مذہبی اساطیر کے طور پر ناولوں کا حصہ بنایا ہے اسی طرح صلیب کا نشان عیسائیوں کے ہاں برکت اور نجات کا ذریعہ ہے ہندوازم میں شمشان گھاٹ، گنگا و جمنا کا پانی ایک مقدس روایت کا امین ہے جو مذہبی اساطیری وجود رکھتا ہے انسان پوتر ہونے کے لیے لازم و ملزوم سمجھتے ہیں اسی طرح

مزارات کی تقدیس اور ان سے منسوب قصے کہانیاں مذہبی اسطورہ کی اہم شکل ہیں اکیسویں صدی کے ہندوستانی اردو ناول نگاروں کے ہاں مذہبی اساطیری حوالے استعاراتی سطح پر مستعمل نظر آتے ہیں کیوں کہ غیر منقسم ہندوستان میں کئی ہزار سال پرانی مذہبی اساطیر کی ایک لمبی روایت موجود ہے۔ عصر حاضر میں اسطورہ سازی ایک نئی معنویت کے ساتھ اردو ناول میں اپنے مخصوص انداز کے اندر قصوں اور کہانیوں کی شکل میں بھرپور کردار ادا کرتی ہوئی نظر آتی ہے یہی وجہ ہے کہ آج کے جدید اور سائنسی دور میں ہندوستانی اردو ناول میں مذہبی اسطورہ کی روایت آج بھی موجود ہے۔

مصادر و مراجع

وارث سرہندی۔(2015)۔ علمی اردو لغت۔ لاہور: علمی کتاب خانہ۔

Sarhandi, W. (2015). Ilmi urdu lughat. Lahore: Ilmi Kitab Khana.

اردو لغت بورڈ۔(1979)۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر)(جلد 1)۔ کراچی: ترقی اردو بورڈ۔

Urdu Lughat Board. (1979). Urdu lughat (tarikhi usul par) (Vol. 1). Karachi: Taraqqi-e Urdu Board.

خواجہ عبدالمجید۔(1989)۔ جامع اللغات (جلد 1)۔ لاہور: اردو سائنس بورڈ۔

Abdul Majid, K. (1989). Jami‘ al-lughat (Vol. 1). Lahore: Urdu Science Board.

محمد عبداللہ خویشگی۔(1989)۔ فرہنگِ عامرہ۔ اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان۔

Khweshgi, M. A. (1989). Farhang-e amirah. Islamabad: Muqtadara Qaumi Zaban.

جمیل جالبی۔(1992)۔ قومی انگریزی اردو لغت۔ اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان۔

Jalibi, J. (1992). Qaumi English-urdu lughat. Islamabad: Muqtadara Qaumi Zaban.

فیروز سنز۔(1984)۔ اردو انسائیکلوپیڈیا۔ لاہور: فیروز سنز۔

Feroz Sons. (1984). Urdu encyclopedia. Lahore: Feroz Sons.

شیخ غلام علی سنز۔(1989)۔ اردو جامع انسائیکلوپیڈیا (جلد 1)۔ لاہور: شیخ غلام علی سنز۔

Sheikh Ghulam Ali Sons. (1989). Urdu jamia encyclopedia (Vol. 1). Lahore: Sheikh Ghulam Ali Sons.

رحمان عباس۔(2013)۔ خدا کے سائے میں آنکھ مچولی۔ دہلی: عرشیہ پبلی کیشنز۔

Abbas, R. (2013). Khuda ke sayay mein aankh micholi. Delhi: Arshiya Publications.

احمد صغیر۔(2008)۔ دروازہ ابھی بند ہے۔ دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس۔

Sagheer, A. (2008). Darwaza abhi band hai. Delhi: Educational Publishing House.

آنند لہر۔(2008)۔ یہی سچ ہے۔ نئی دہلی: اردو بک سوسائٹی۔

Lehar, A. (2008). Yahi sach hai. New Delhi: Urdu Book Society.

جوگندر پال۔(2004)۔ پرے۔ کولکتہ: انشا پبلی کیشنز۔

Pal, J. (2004). Parey. Kolkata: Insha Publications.

خالد جاوید۔(2012)۔ موت کی کتاب۔ دہلی: عرشیہ پبلی کیشنز۔

Javed, K. (2012). Maut ki kitab. Delhi: Arshiya Publications.

شموئل احمد۔(2003)۔ مہاماری۔ پٹنہ: کراؤن آفسٹ پریس۔

Ahmed, S. (2003). Mahamari. Patna: Crown Offset Press.